شریعت درخواست نمبر 1/K OF 2000

یہ شریعت درخواست عنایت اللہ وغیرہ نے دائر کی ہے-ان کا موقف ہے کہ Agricultural Pesticides Ordinance, 1979 کی دفعہ ۱۸ کی ذیلی دفعات (۳ و ۹) عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتی اس لیے وہ احکام اسلام سے متصادم ہے- انہوں نے موقف اختیار کیا ہے کہ آرڈیننس کی مذکورہ دفعات میں تمام تر ذمہ داری فروخت کنندہ پر ڈال دی گئی ہے جبکہ دواساز اداروں یا ان کو درآمد کرنے والے پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں کی گئی ہے جبکہ حقیقت میں یہ ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہی معیاری ادویات مہیا کریں- درخواست گزاران تو صرف ان ادویات کو فروخت کرتے ہیں ان ادویات کے بنانے میں ان کا کوئی کردار نہیں ہے-اس دفعہ سے درخواست گزاران کا استحصال ہوتا ہے اس لیے یہ دفعات عدل وانصاف کے اصولوں، دستور کے آرٹیکل ۲ (الف) اور اسلامی احکام کے خلاف ہے Drugs Laws کے مطابق فروخت کنندہ گان صرف اس حد تک اپنی ذمہ داری ثابت کر سکتے ہیں کہ انہوں نے مذکورہ ادویات صحیح طریقے اور پیک شدہ شکل میں خریدی ہیں-جبکہ زیر نظر آرڈیننس میں ذمہ داری فروخت کنندہ ڈال دی گئی ہے-

۲- مذکورہ آرڈیننس کے بغور مطالعہ سے معلوم ہوا کہ درخواست گزاران کا یہ موقف درست نہیں ہے اور اسی آرڈیننس کی دفعہ نمبر ۱۰ (۲) میں ادویات بنانے والوں، درآمد کرنے والوں، ایجنٹ وغیرہ پر بھی سزا عائد کی گئی ہے-مذکورہ دفعہ کا اسلامی احکام کی روشنی میں جائزہ لینے کیلئے ضروری ہے کہ مندرجہ ذیل امور پر بحث کی جائے-

۱-دستور پاکستان میں وضع کردہ وفاقی شرعی عدالت کے اختیارات-

۲-متنازعہ قانون

۳-قانون کے متنازعہ حصے کا قرآن وسنت کی روشنی میں جائزہ-

۳-دستور پاکستان کے آرٹیکل ۲۰۳ (ڈی) میں وفاقی شرعی عدالت کے اختیارات بیان کئے گئے ہیں-مذکورہ آرٹیکل کی عبارت درجہ ذیل ہے-

۲۰۳-د-(۱) عدالت، (یا تو خود اپنی تحریک پر یا) پاکستان کے کسی شہری یا وفاقی حکومت یا کسی صوبائی حکومت کی درخواست پر اس سوال کا جائزہ لے سکے گی اور فیصلہ کر سکے گی کہ آیا کوئی قانون یا قانون کا کوئی حکم ان اسلامی احکام کے منافی ہے یا نہیں-جس طرح کہ قرآن پاک اور رسول ﷺ کی سنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے جن کا حوالہ بعد ازیں اسلامی احکام کے طور پر دیا گیا ہے-

(د) (الف) یہ کہ عدالت شق (۱) کے تحت، کسی قانون یا قانون کے کسی حکم کا، جائزہ لینا شروع کرے اور اسے ایسا قانون یا قانون کا حکم، اسلامی احکام کے منافی معلوم ہو، تو عدالت ایسے قانون کی صورت میں جو وفاقی فہرست قانون سازی یا مشترکہ فہرست قانون سازی میں شامل معاملے سے متعلق ہو، وفاقی حکومت کو یا کسی ایسے معاملے سے متعلق جو ان فہرستوں میں

سے کسی ایک میں تھی، شامل نہ ہو، صوبائی حکومت کو ایک نوٹس دینے کا حکم دے گی جس میں ان خاص احکام کی صراحت کی جائے گی جو اسے بایں طور منافی معلوم ہوں اور مذکورہ حکومت کو، اپنا نقطہ نظر عدالت کے سامنے پیش کرنے کے لیے مناسب موقع دے گی۔

(۲) اگر عدالت فیصلہ کرے کہ کوئی قانون یا قانون کا کوئی حکم اسلامی احکام کے منافی ہے تو وہ اپنے فیصلے میں حسب ذیل بیان کرے گی۔

(الف) اس کے مذکورہ رائے قائم کرنے کی وجوہ، اور

(ب) وہ حد جس تک وہ قانون یا حکم بایں طور منافی ہے۔

اور اس تاریخ کی صراحت کرے گی جس پر وہ فیصلہ موثر ہوگا۔

(مگر شرط یہ ہے کہ ایسا کوئی فیصلہ، اس میعاد کے گزرنے سے پہلے، جس کے اندر عدالت عظمی میں اس کے خلاف اپیل داخل ہوسکتی ہو یا، جبکہ اپیل بایں طور پر داخل کردی گئی ہو تو اس اپیل کے فیصلہ سے پہلے موثر نہیں ہوگا)۔

(۳) اگر عدالت کی طرف سے کوئی قانون یا قانون کا کوئی کا حکم اسلامی احکام کے منافی قرار دے دیا جائے----

(الف) وفاقی فہرست قانون سازی یا مشترکہ فہرست قانون سازی میں شامل کسی امر کے سلسلے میں کسی قانون کی صورت میں صدر، یا کسی ایسے امر کے سلسلے میں جو ان فہرستوں میں سے کسی میں بھی شامل نہ ہو کسی قانون کی صورت میں گورنر، اس قانون میں ترمیم کرنے کیلئے اقدام کرے گا تا کہ مذکورہ قانون یا حکم کو اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے اور

(ب) مذکورہ قانون یا حکم، اس حد تک جس حد تک اسے بایں طور منافی قرار دے دیا جائے، اس تاریخ سے جب عدالت کا فیصلہ اثر پذیر ہو، مؤثر نہیں رہے گا۔

آرٹیکل ہذا کی روشنی میں عدالت کو اختیار ہے کہ وہ مذکورہ درخواست کی ساعت کریں۔

۴۔ <u>متنازعہ قانون۔</u>

درخواست گزار نے مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ ۱۸ (۳ و ۶) کو چیلنج کیا ہے جس کی عبارت درجہ ذیل ہے:

Section 18(3) any document purport to be a report signed by the Government Analyst of an analysis conducted by him under this Chapter shall be conclusive evidence of the particulars stated therein [against the person from whose possesstion the sample has been taken] unless the person to whom the report has been delivered under sub-section (2) disputes the correctness of the analysis conducted by the Government.

Anlayst and, within thirty days of the delivery of the report to him, places before the [Federal Government] evidence which in his opinion controverts the correctness of such analysis.

Section 18(6) A certificate of analysis prepared by the Pesticide Laboratory shall be conclusive evidence of the facts staled therin ["against the person from whose possession the sample has been taken."]

۵- <u>قانون کے متنازعہ حصے کا قرآن اور سنت کی روشنی میں جائزہ:</u>

یہ واضح رہے کہ اسلام میں قانون سازی کیلئے بنیادی مصادر قرآن اور سنت نبوی ﷺ ہے جب رسول کریمؐ نے معاذ بن جبل کو بطور قاضی / گورنر یمن بھیجا تو آپؐ نے اس سے سوال کیا کہ آپ کس طرح فیصلے کریں گے تو اس نے جواب دیا۔ قال اقضی بما فی کتاب الله قال فان لم یکن ذلک فی کتاب الله قال اقضی بسنة رسول الله ﷺ قال فان لم یکن ذلک فی سنة رسول الله ﷺ قال اجتهد برأیی ولا آلو — قال فضرب رسول الله صدره بیده وقال الحمدلله الذی وفق رسول رسول الله لما یرضی رسول الله ﷺ (الجامع الصحیح للترمذی ومعه شرح ابن عربی، ابواب الاحکام ۶-۶۸-۶۹) (حضرت معاذ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرونگا۔ حضورؐ نے پوچھا اگر کتاب اللہ میں تمہیں (یہ فیصلہ) نہ ملا تو۔ حضرت معاذؓ نے جواب دیا کہ پھر میں رسولؐ کی سنت کے مطابق فیصلہ کرونگا۔ حضورؐ نے فرمایا کتاب اللہ اور سنت رسولؐ دونوں ہی میں مسئلے کا حل نہ ملے تو اس پر؟ حضرت معاذؓ نے جواب دیا کہ میں کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کی روشنی میں اجتہاد کرونگا اور اس میں کوتاہی نہیں کرونگا۔ راوی کہتا ہے کہ آپؐ نے یہ سن کر معاذؓ کے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے رسولؐ کے فرستادہ کو اس بات کی توفیق دی جس پر اللہ کا رسول راضی ہے)

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"هو الذی انزل علیك الكتاب منه آیت محكمت هن ام الكتاب واخر متشابهات فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ماتشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغآء تاویله وما یعلم تاویله الا الله والرّٰسخون فی العلم یقولون آمنا به كل من عند ربنا ومایذكر الا اولوا الالباب (۳:۷)"

ترجمہ۔(وہی تو ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی جس کی بعض آیتیں محکم ہیں (اور) وہی اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ ہیں، تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کا اتباع کرتے ہیں تا کہ فتنہ برپا کریں اور مراد

اصلی کا پتہ لگائیں حالانکہ مراد اصلی خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جو لوگ علم میں دستگاہ کامل رکھتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان لائے۔ یہ سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں۔ اور نصیحت تو عقلمند ہی قبول کرتے ہیں)

اس آیت کریمہ سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اگر الفاظ عام ہو اور اس کے مختلف معانی لئے جاسکتے ہوں تو ان میں سے مضبوط دلائل کی بنیاد پر کسی ایک معنی کو قانونی شکل دی جاسکتی ہے۔ اللہ تعالی نے اپنے قرآن پاک میں اہم معاملات کے بارے میں مشاورت کرنے کا حکم بھی دیا ہے(۳: ۱۵۹، ۴۲: ۳۸) لیکن اگر قرآن پاک اور سنت نبوی میں کسی مسئلے کے بارے میں کوئی واضح حکم موجود نہ ہو تو مقننہ، حالات اور زمانے کی مناسبت سے اس کے لئے قانون سازی کرسکتی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے

"یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم "(۴: ۶۸)

(مومنو! خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں ان کی بھی)

اولوالامر کو شریعت اسلامی میں وسیع اختیار حاصل ہیں وہ کسی جائز امر یا امور کو بتقاضائے مصلحت قابل سزا بھی بنا سکتا ہے۔ خلفائے راشدین کے زمانے میں اس کی واضح مثالیں ملتی ہیں مثلاً حضرت عمرؓ نے مسلمان مرد کو کسی اہل کتاب عورت سے شادی کرنے پر پابندی عائد کی تھی جبکہ قرآن کریم میں اس کی اجازت دی گئی ہے۔ علی حسب اللہ اصول التشریع الاسلامی (کراچی ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ ص ۹۷)

۶۔ اس دفعہ کی بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ قانون ذمہ داری اس شخص پر عائد کرتا ہے جس کے قبضے سے مذکورہ ادویات حاصل کی گئی ہوں۔

اسلامی فقہ کا عام اصول یہ ہے کہ کوئی چیز کسی شخص کے قبضہ میں ہو اور خلاف میں کوئی دلیل نہ ہو تو اسے اس کا مالک سمجھا جائے گا۔ ڈاکٹر وھبہ الزحیلی نے لکھا ہے۔ الحکم بالشی لمن کان فی یدہ باعتبار ان وضع الید قرینة علی الملك بحسب الظاھر۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۶/۳۴۵

جس شخص کے قبضہ میں کوئی چیز ہو تو ظاہراً یہ قبضہ اس کے مالک ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

لہذا اگر کسی شخص کے قبضہ سے کوئی دوائی حاصل کی جاتی ہے اس کا جائزہ لینے پر اگر اس میں کوئی نقص پایا جاتا ہے تو جس شخص کے قبضہ سے کوئی چیز حاصل کی گئی ہے اصولی طور پر وہی ذمہ دار ٹھہرتا ہے۔

۷۔ اس کے باوجود شریعت اسلامی نے فروخت کنندہ یعنی ایجنسی یا ڈیلر کے حقوق سے اغماض نہیں کیا ہے بلکہ اس کے حقوق کا پوری طرح تحفظ کیا گیا ہے۔ اسے حق دیا گیا ہے کہ وہ مال میں عیب ہونے کی بناء پر اسے واپس کردے۔ درجہ ذیل شرعی اصولوں کو مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

خیار الوصف

خیار وصف سے مراد کسی مال میں وہ پسندیدہ صفت ہے جس کی وجہ سے مشتری نے اسے خریدا ہے اس لیے اگر بائع نے کسی چیز میں وہ پسندیدہ صفت بیان کر کے فروخت کیا۔ اور بعد میں ظاہر ہوا کہ مال میں بیان کردہ صفت موجود نہیں ہے تو خریدار کو اختیار حاصل ہے، کہ وہ طے شدہ قیمت پر اس مال کو لے یا بیع فسخ کر کے مال واپس کر دے اس اختیار کو خیار وصف کہا جاتا ہے (مجلّہ الاحکام العدلیہ، دفعہ ۳۱۰)

اس طرح اگر کسی مال میں کوئی عیب موجود ہو اور بائع (فروخت کنندہ) عقد کے وقت اس عیب کو چھپائے تو از روئے شریعت یہ حرام ہے۔ اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے۔ "لایحل کتمان العیب فی المبیع اوثمن لان الغش حرام" (الدر المختار ۴/۱۰۲) رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ "المسلم اخوا المسلم ، لایحل لمسلم باع من اخیه بیعا وفیه عیب الا بیّنه له" (مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور کسی مسلم کے لیے یہ جائز نہیں کہ جب وہ کوئی عیب والی چیز فروخت کرتے وقت اس کا عیب ظاہر نہ کرے) (ابن ماجہ (اردو) جلد دوم صفحہ ۲۳)

اس طرح آپ ؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔ "من غشنا فلیس منا" (آپ نے فرمایا جو فریب کرے اور اچھے مال میں برا مال چھپائے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے (یعنی اسلام کے شیوہ کے خلاف ہے کہ مکر و اور فریب کرے) (سنن ابوداؤد، جلد سوم صفحہ ۴۸)

۸۔ مندرجہ بالا احادیث کی روشنی میں فقہائے کرام نے خیار عیب کے حوالے سے بہت سارے احکام مستنبط کئے ہیں۔ موجودہ درخواست کے حوالے سے درجہ ذیل چند اہم احکام نقل کئے جاتے ہیں

I۔ یہ عقد فریقین یا ان کے ایجنٹ دلال یا وکیل کوئی بھی فسخ کر سکتا ہے (الدر المختار ۴/۱۶۷)

II۔ جو چیزیں نمونہ دکھا کر فروخت کی جاتی ہے۔ ان کیلئے نمونہ کا دیکھ لینا کافی ہے۔ اور اگر مال فروخت شدہ نمونہ کے مطابق نہ ہو تو خریدار کو اختیار حاصل ہے کہ چاہے اسے قبول کرے یا رد کرے۔ (مجلّہ دفعات ۳۲۴، ۳۲۷)

III۔ اگر فروخت شدہ مال تمام کا تمام ناکارہ نکلے تو بیع باطل ہے۔ خریدار کو بائع سے پورا ثمن واپس لینے کا حق حاصل ہے۔ (دفعہ ۳۵۵)

IV۔ جب فریقین معاہدہ میں سے کسی فریق کو مبیعہ میں عیب کا علم ہو جائے تو وہ مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ اس کو واپس کر سکتا ہے۔

۱۔ مال میں عیب قدیمی ہو جس کا علم مشتری یا بائع کو حوالگی کرنے سے پہلے ہو گیا اگر حوالگی کے بعد عیب پیدا ہوا تو اس صورت میں خیار ثابت نہ ہو گا۔

۲۔ فریقین کو وقت معاہدہ یا وقت قبضہ اس عیب کا علم نہ تھا۔ اگر وہ اس عیب کا علم رکھتا تھا تو اس صورت میں بھی اسے خیار کا حق حاصل نہیں ہے کیونکہ وہ دلالۃ اس پر راضی ہے۔

۳-مالک نے یہ شرط عائد نہ کی ہو کہ اگر مال سے کوئی عیب ہو تو وہ بری الذمہ ہے اگر اس نے اس طرح کوئی شرط عائد کی ہے تو اس سے دوسرے فریق کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔

۴-عقد فسخ ہونے سے پہلے عیب زائل نہ ہو جائے۔ (مجلۃ الاحکام العدلیہ دفعات ۳۳۶ یا ۳۴۵، الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳۱۱/۴، ۳۱۲، الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۲/۲۸۱، ۲۹۵)

۹- مندرجہ بالا بحث سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے:

۱-کسی فعل کے جائز یا ناجائز ہونے کے بارے میں قرآن اور سنت میں کوئی واضح حکم نہ ہو تو حاکم وقت / مقننہ حالات اور زمانے کی مناسبت سے شریعت کے اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے کوئی بھی قانون بنا سکتی ہے۔

۲-مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ ۱۸ کی ذیلی دفعات (۳، ۶) احکام اسلامی سے متصادم نہیں ہیں۔

۳-جس شخص کے قبضہ میں سے کوئی چیز حاصل کی گئی اور اس کے جائزہ لینے پر اس میں کوئی عیب نکل آیا تو ابتدائی طور پر وہی شخص ذمہ دار ہے۔

۴-اگر خریدار نے کوئی چیز نمونہ دیکھ کر خریدی اور بعد میں اسے معلوم ہوا کہ مذکورہ چیز نمونے کے مطابق نہیں ہے تو وہ عقد کو فسخ کر سکتا ہے۔ اور اپنا زر ثمن واپس لے سکتا ہے۔

۵-محل عقد میں قدیم عیب موجود ہونے کی صورت میں عقد فسخ [illegible]

(محمد طاہر الرحمٰن)

ڈائریکٹر